سپین اور ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی زوال کے مشترک اسباب اور اسلامی تعلیمات

Common Causes of Muslim political Decline in Spain and India according to Islamic point of view

* محمد انیس خان

** ڈاکٹر عرفان اللہ

Abstract

The Muslims ruled over Spain and India for many years. They left over behind themselves many signs of art, architecture, culture and the customs of life. The Muslims both in regions set a remarkable art of living which can still be visualized. It reflects a picture of their high potential and advancement but due to some reasonable causes their journey upwards stopped and the other powers dominated them. In this article the various causes of political decline have been analyzed in Islamic perspective.

Keywords: *Muslims, Spain, India, Bad governance, Nationalism.*

بر صغیر پاک و ہند اور اُندلس ہر دو سلطنتوں پر مسلمانوں کی اقتدار کی کرنیں چمکیں تھیں۔ دونوں ہماری روایات اور تہذیب و تمدن کے انمیٹ نقوش آج بھی سینے پر سجائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی عظیم تاریخی ورثے جس میں فن تعمیر، آرٹ، مذہب، زبان اور رسوم و روایات شامل ہیں، یہ دونوں علاقے اُس کے امین ہیں۔

---

* پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و مطالعہ مذاہب، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں۔

زوال کے مشترکہ اسباب:

مسلمانوں نے اپنے عظیم قدم سپین اور ہندوستان کی سرزمین پر رکھے اور وہاں پر ایک منظم اور باوقار حکومت کا قیام لائے اور پھر ایک ایسا دور بھی آیا کہ مسلمان اس سرزمین میں دوسروں کے غلام بن کر زندگی بسر کرنے لگے۔ آخر وہ کون سے وجوہات تھے۔ جنھوں نے مسلمانوں کو بادشاہت کے تخت سے اتار کر غلامی کی زنجیروں میں قید کر لیا؟ ذیل میں اُن عوامل کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

(ا)مسئلہ خلافت۔

خلافت مصدر ہے۔اس کا مادہ ''خلف'' ہے اور اسی سے ''خلیفہ'' ہے۔خلافت کے لغوی معنی نیابت اور قائم مقام کے ہیں۔ خَلَفَ کے معنی پیچھے رہ جانے اور کسی کا جانشین ہونے کے ہیں۔ یہ تَقَدَمَ اور سَلَفَ کی ضد ہے۔ جو مرتبہ میں گرا ہوا ہو،اسے خَلف بھی کہا جاتا ہے۔اسی بنا پر ردی چیز کو خَلفُ کہتے ہیں۔[1]نبی کریم ﷺ کے بعد خصائص و نتائج کے اعتبار سے خلافت دو سلسلوں میں منقسم ہو گئی۔پہلا سلسلہ خلافت راشدین کا تھا۔وہ صحیح معنوں میں منصب نبوت کے جانشین اور دوسرا سلسلہ مجرد حکومت و بادشاہت کا تھا۔اسلام نے قیام اقتدار اور تشکیلِ حکومت کے لئے شوری کا طریقہ تجویز کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے"۔[2]

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کا طریقہ انتخاب ہمارے سامنے موجود ہے[3]کیونکہ انسان اس دنیا میں خلیفہ بھیجا گیا ہے۔ جس کے بارے میں قرآن واضح فرماتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الأَرْضِ خَلِیْفة[4]

"جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں"۔

لیکن یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت صرف اُسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ یہ مالک حقیقی کے حکم کے تابع ہو۔ اگر اس کی روگردانی کی جائے تو پھر وہ خلافت نہیں بغاوت بن جاتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلَائِفَ فِیْ الْأَرْضِ فَمَن کَفَرَ فَعَلَیْهِ کُفْرُهُ وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتاً وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَاراً۔[5]

" اسی نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا ہے۔ کفر کرنے والے ہی پر اس کا کفر پڑے گا۔ کافروں کا کفر انہیں ان کے رب کے ہاں بیزاری اور ناخوشی میں ہی بڑھاتا ہے اور کافروں کا کفر کافروں کے حق میں سوائے نقصان کے اور کچھ زیادتی نہیں کرتا"۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں خلیفہ کا مقام یہ ہونا چاہیے:

" ابوھریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم حکومت کا لالچ کروگے اور یہ قیامت کے دن تمھارے لئے باعث ندامت ہوگی۔ پس کیا ہی بہتر ہے دودھ پلانے والی اور کیا ہی بُری ہے دودھ چھڑانے والی"۔[6]

یہی جھگڑے امت مسلمہ کی حکومت کو سپین اور ہندوستان میں ختم کرنے کا سبب بنیں۔ سپین میں مختلف ادوار میں ملوک الطوائف، ہشام ثانی (۳۶۶ھ) میں اُن کی حکومت، المرابطین اور الموحدین کا یکے بعد دوسرے اندلس پر مسلط ہونا، بنو نصر کے وقت اور ابوالحسن کی تخت نشینی کے مسائل،[7] ہندوستان میں محمود غزنوی کے بیٹوں کے درمیان جھگڑا، جلال الدین خلجی کا تخت سنبھالنا اور اُن کے بیٹے اور شہزادوں کے ساتھ اُن کا سلوک، سادات خاندان کی اولاد، لودھی کی اولاد اور پھر مغل خاندان کی آپس میں خلافت کا حصول یہی طریقہ رائج تھا۔[8] لہٰذا مسلمانوں کی سیاسی زوال میں مسئلہ خلافت سے روگردانی کا اہم کردار تھا۔

(۲) تخت کے حصول کیلئے خلفاء کی آپس کی دشمنی:

قرآن آپس کی دشمنی اور اس بدنظمی کی مذمت کرتا ہے۔ ابتدائے خلیفت میں جب خدا نے اپنے خلیفہ کی حیثیت سے انسان کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو اُن سے عہد و میثاق لیا کہ وہ خون ریزی نہیں کریں گے۔ قرآن پاک کا بیان یوں آیا ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لاَ تَسْفِكُونَ دِمَاءكُمْ وَلاَ تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُون۔(9)

"اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا کہ آپس میں قتل نہ کرنا اور اپنوں کو جلاوطن نہ کرنا۔ تم نے اس کا اقرار کیا اور تم اس کے شاہد بنے"۔

اس طرح کی خانہ جنگی اور اقتدار کے حصول کے لئے دوسروں کو نیچا دکھانے، کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَعْثَوْا فِيْ الْأَرْضِ مُفْسِدِيْن۔[10]"اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:إِنَّ اللہَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا۔[11]

"اللہ تمھیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ"۔اور جب کوئی خلیفہ ان قوانین کے مطابق اقتدار میں آجائے تو اُن کے ساتھ اللہ کی مدد اور رضا شامل ہوتی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔[12]

"اور ہم نے اسے (امور حکمرانی بہتر طور پر چلانے کے لئے)حکمت ودانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی"۔

لہٰذا قوم کے نمائندے وہ اشخاص ہوں جو صاحب حکمت و بصیرت ہوں۔معاملات کی صحیح سوجھ بوجھ رکھیں۔بخاری شریف کی حدیث ہے۔

حدثَنا عبد الرحمٰن بن سمرة[13] قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه و سلم يا عبدالرحمن بن سمرة لا تسأل الإمارة فإنك إن أعطيتها عن مسألة وكلت إليها وإن أعطيتها من غير مسألة أعنت عليها وإذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها فكفر عن يمينك وائت الذي هو خير۔[14]

"عبدالرحمن بن سمرہؓ نے بیان کیا کہ اُن سے رسول ﷺ نے فرمایا:اے عبدالرحمن ابن سمرہؓ حکومت طلب مت کرنا۔کیونکہ اگر تمہیں مانگنے کے بعد امارت ملی تو تم اُس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر تمہیں مانگے بغیر ملی تو اس میں تمھاری مدد کی جائے گی۔اور اگر تم کسی بات پر قسم کھالو اور پھر اُس کے سِوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو وہ کرلو جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو"۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ[15]، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَا وَرَجُلاَنِ مِنْ

قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَقَالَ الآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لاَ نُوَلِّي هَذَا مَنْ سَأَلَهُ، وَلاَ مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ۔[16]

" ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے خدمت میں اپنے قوم کے دو آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں کہیں کا حاکم بنا دیجئے اور دوسرے نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ ہم ایسے شخص کو ذمہ داری نہیں سونپتے جو اسے طلب کرے اور نہ اسے دیتے ہیں جو اس کا حریص ہو"۔[17]

یہی آپس کے جھگڑے مسلمانوں کی سپین اور ہندوستان میں حکومت کے خاتمے کے سبب بنے۔[18] مثلاً سپین میں خلیفہ سلیمان کا قتل، سلطان ہشام کے خلاف اُن کے بھائیوں کا دعویٰ، المنصور اور خود خلیفہ ہشام کا قتل، علی بن حمود کے بعد بغاوتیں، یوسف ابن الاحمر اور بعد میں پیدا ہوئی بغاوتیں۔[19] ہندوستان میں سبکتگین کی اولاد میں لڑائی، محمود غزنوی کے بیٹوں کی آپس کی لڑئی، التمش اور دوسرے شہزادوں میں لڑائی، رضیہ سلطانہ کا دور، خلجی حکومت کی آپس کی لڑائی، جلال الدین کی اولاد کی تباہی، تغلق دور میں بہائوالدین، ابراہیم لودھی کی اولاد، شیر شاہ سوری دور میں اور شاہ جہان کی اولاد میں لڑائی [20] یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی زوال میں یہ نقطہ اہم کردار ادا کر رہا تھا۔

(۳) نسلی اور قبائلی تعصب:

دین اسلام کے ظہور کے ساتھ نسلی اور قبائلی تعصب ختم ہوا۔ قرآن میں جماعت اور قبیلہ کے لئے شُعُوباً وَقَبَائِل [21] کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اَلشَّعِبُ اس قبیلہ کو کہتے ہیں جو ایک قوم سے پھیلا ہو۔ اس کی جمع شَعُوب بیان کی گئی ہے۔[22] اندلس کے فتح کے بعد ایک اہم وجہ قوم بربر پر اسلامی تمدن کا ایک ایسا اثر ہوا کہ وہ اپنے آپ کو عربوں کے برابر سمجھنے لگے مثلاً سپین میں موسیٰ بن نصیر کے ساتھ رویا، امیر ایوب بن حبیب اللخمی اور امیر الحر بن عبد الرحمن کے درمیان مسئلہ، ہشام ابن عبد الملک کا دور، عبد الرحمن ثالث کا دور، بنو نصر اور بربر قوموں کی بغاوت، جو شروع سے جاری تھی۔ اس کے علاوہ مختلف ادوار میں جاگیریں اور مراعات دینا بھی نسلی تعصب کا ایک اہم ذریعہ بنا۔[23] ہندوستان جس میں شروع سے ذات پات کا نظام رائج تھا، مسلم دور میں علاؤ الدین کا دور حکومت، التمش کے بعد اُن کے غلاموں کا کردار، معزالدین کے دور

میں نظام الدین کا کردار، شہاب الدین بن علاؤ الدین کے دور میں خاندانِ علائی کے ساتھ سلوک اور مغل دور

میں مختلف یورش کا اصل مسئلہ یہی تھا۔[24] قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُم [25]۔ "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ تمھاری جماعتیں اور قبیلے بنا دیئے ہیں۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو"۔

قرآن میں دوسری جگہ پر نسلی وحدت کے بارے میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَنِسَاءً۔[26]

"لوگو اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں"۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے:

عن جبير بن مطعمٍ [27] ان رسول الله ﷺ قال ليس منا من دعا الى عصبية وليس منا من قاتل على عصبيةٍ وليس منا من مات على عصبية۔[28]

"جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے نہیں جو شخص بلاوے لوگوں کو تعصب کی طرف اور جو شخص لڑے تعصب سے اور جو شخص مرے تعصب پر"۔

لہٰذا سیاسی زوال میں نسلی اور قبائلی تعصب کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) نااہل خلفاء۔

اگر ہم برصغیر پاک و ہند کی مسلم تاریخ کا مطالعہ کریں تو مختلف ادوار میں ایسے بادشاہ گزرے ہیں جنھوں نے اپنی نااہلیت ثابت کی ہے۔ جیسے کہ محمود غزنوی کے بعد اُن کی اولاد، تغلق خاندان کے آخری فرماں روا، مبارک شاہ کا شہزادوں کو قتل کرنا، ناصر الدین کا دور اور شہاب الدین کے بعد اُن کی اولاد

کا تخت کے حصول کے لئے لڑنا اُن کی نا اہلی ثابت کرتی ہے۔[29] دوسری طرف سپین کے مسلم دور کے مطالعے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سپین میں شروع سے بادشاہ تبدیل کرنا اُن کی ایک عادت بن گئی تھی۔عبدالرحمن اول ایک اچھے انسان تھے پر اُن کے جانشینوں نے نااہلی کا ثبوت دیا۔المنصور کا دور حکومت، المہدی (۱۰۱۰ء) اور اُن کی عیش و عشرت، بنو حمود کے دور حکومت میں تخت نشینی، المرابطین اور الموحدین کے آخری جانشین، بنو نصر اور الاحمر کے آخری فرماں رواؤں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جانشینوں میں کافی لوگ نااہل تھے۔[30]

قرآن وحدیث میں خلفاء کے حوالے سے مکمل قوانین درج ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ"۔[31]

اس کے ساتھ اللہ نے قرآن میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ظالم فاجر، خدا سے غافل، اور حد سے گزر جانے والے کی امارت اسلام کی نظر میں باطل ہے۔

وَلَا تُطِيْعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ() الَّذِيْنَ يُفْسِدُونَ فِيْ الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ۔[32]

"بے باک حد سے گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آجاؤ جو ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے"۔

قرآن کی طرح حدیث میں بھی خلفاء کے منتخب کرنے کا طریقہ اور اُن کے خصوصیات بتادیئے گئے ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔

عن معقلٍ [33] سمعته من رسول الله ﷺ يقول مامن عبد استرعاه الله رعيةً فلم يحطها بتصيحةٍ الا لم يجد رائحةَ الجنةِ۔[34]

"معقلؓ نے بیان کیا کہ ایک ایسی حدیث جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعیت کا نگران بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا"۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے۔

عن عبد الله بن عمر[35] قال: قیل لعمر الا تستخلف؟ قال ان اَستخلف فقد اترک من هو خیر منی رسول ﷺ فانتوا علیه فقال--الخ---ولا علیّ لا اتجلها حیاوّ میتاً۔[36]

" عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ کیوں منتخب نہیں کرتے ۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کر لیتا ہوں۔(تو اس کی بھی مثال ہے کہ)اس شخص(ابو بکرؓ) نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا۔اور اگر میں اُسے چھوڑ تا ہوں۔تو(اُس کی بھی مثال موجود ہے کہ)اس ذات (رسول ﷺ)نے(تو خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لئے)چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔لوگوں نے آپ کی تعریف کی۔پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے رغبت بھی ہے اور ڈر تا بھی ہوں اور میری تو یہ تمنا بھی ہے کہ (خلافت کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں اللہ کی بار گاہ میں)برابر نجات پاؤں۔مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب۔میں زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اس کے بار کو نہیں اٹھاؤں گا"۔

(۵)عیش و عشرت:

قرآن میں عیش و عشرت کو "مُترِف""" کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔اور اَلتَرَفۃَ عیش و عشرت میں فراخی اور وسعت کو کہتے ہیں۔[37]ہندوستان کے مسلم دور میں رکن الدین فیروز،علاؤالدین اور معزالدین کی عیش و عشرت،مبارک شاہ کے دور میں عورتوں کی فراوانی اور مذہبی حالت،مغل دور میں جیسے داراشکوہ(شاہ جہان)اور بعد کے اکثر مغل بادشاہ نے عیش و عشرت کی انتہا کر دی۔[38]دوسری طرف سپین کے مسلم دور میں المہدی کا دور،الناصر سے پہلے چند بادشاہ،ہشام الموئد کا دور، محمد مہدی باللہ،المستعین باللہ اور المستظہر کے دور میں یہ معاملہ کافی عروج پر پہنچ گیا تھا۔[39]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُواْ فِيْهَا۔[40]

"جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پس وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں"۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن أبی هريرة رضي الله عنه عن النبی ﷺ قال لا تقوم الساعَة--الخ---- والروم فقال ومن الناس ِ الاَ اولٰئکً۔[41]

" ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک میری امت اس طرح پچھلی امتوں کے مطابق نہیں ہو جائے گی۔ جیسے بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اگلی امتوں سے کون مراد ہیں؟ پارسی اور نصرانی؟ آپ ؐنے فرمایا: پھر اور کون؟"۔

خلفاء راشدین میں حضرت ابو بکرؓ کی زندگی ابتدا سے لے کر وفات تک یہ ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح آپؓ کی زندگی نہایت سادہ اور عیش و عشرت سے پاک تھی۔[42] دوسری طرف خلیفہ حضرت عمرؓ فاروق جس نے مسلم حکومت کی بنیادوں کو تقریبا ۲۲ لاکھ مربع میل پر قائم کیا تھا لیکن اس کے باوجود آپؓ نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ دن کے وقت رعایا کی خدمت میں مصروف عمل تھے ہی رات کو بھی اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ رعایا کا حال پوچھنے کے لئے نکلتے تھے۔[43] خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کی سخاوت کے کئی واقعات مشہور ہیں جیسے بئر رومہ اور غزوہ تبوک کے موقع پر آپؓ کی خدمات کو نہیں بھولا جا سکتا۔[44] اسی طرح خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کی ساری زندگی مختلف مثالوں سے بھری پڑی ہے لیکن سپین اور ہندوستان میں مسلمانوں نے اپنے پیغمبر ﷺ اور ان خلفاءِ راشدین کے کارناموں کو سراسر نظر انداز کیا تھا۔

(۶) دولت کی غیر منصفانہ تقسیم:

معاشرے میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم معاشرے کو ختم کر دیتی ہے۔ دولت کی گردش سے ہی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ " الدَّوْلةُ وَالدُّوْلةُ" دونوں کے ایک معنی ہیں۔ یعنی گردش کرنا۔ جس کے ذریعے لین دین کیا جائے۔ اور دَوْلَة' مصدر ہے۔ یعنی لین دین کرنا۔[45] قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَيْلَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاء مِنكُم۔[46]۔

"تاکہ تمھارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال دست گرداں نہ رہ جائے"۔

جو لوگ مال و دولت کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُن کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُونَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيْم۔[47]

"اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچادے"۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

قال رسول ﷺ یا ابن ادم الخ........خیر من الید السفلیٰ۔ (48)

" ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی آدم! اپنی ضرورت سے زیادہ جو مال رکھتا ہے اس کو خرچ کرے گا تو بہتر ہے اور اگر جمع کرے گا تو وہ بُرا ہے۔ بقدر ضرورت اور پیٹ بھر مال رکھنے پر تم کو سزا نہ ملے گی۔ اول اپنے اہل و عیال پر صرف کرو کیونکہ دینے والا ہاتھ مانگنے والے سے اچھا ہوتا ہے"۔

مسلم تاریخ میں عبدالرحمن اول نے اپنے عزیزوں کو دور سے بلوا کر اچھے اچھے عہدوں پر فائز کیا۔ تلواروں کو مزین کرنا، جاگیریں اور القابات دینا، اسی طرح عبداللہ کے دور حکومت میں بعض لڑائیاں ان چھوٹی چھوٹی آرائش وزیبائش پر لڑی گئیں۔ (49) ہندوستان کی تاریخ پر اگر نظر ڈالیں تو تقریباً ہر دور میں القابات اور اپنے لوگوں کو آگے بڑھنے کی ترجیح کا رواج عام تھا اور یہی امیر لوگ بادشاہ کا تختہ اُلٹ دیا کرتے تھے۔ جیسے آرام شاہ کی دور حکومت کے حالات، رکن الدین کا دولت عیاشی پر اُڑانا اور التمش کا غلاموں کی ایک بڑی تعداد قائم کرنا جب کہ معزالدین کیقباد، مبارک شاہ اور علاؤالدین کی عیاشی، تغلق اور خاندان سادات کے ابتدائی دور کے حالات کے مطالعے سے ہمیں دولت کی تقسیم کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے۔ (50)

(ے) ماحول کا اثر:

عام لفظ میں ماحول قرب وجوار، گرد و نواح اور وہاں کے طبعی اور ثقافتی حالات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (51) سپین کی معاشرتی کیفیت ابتداء ہی سے تنگ نظری، تعصب، جہالت، بے دینی، گمراہی، تاریکی، زناکاری، شراب خوری اور قمار بازی پر مشتمل تھی۔ (52) دوسری طرف ہندوستان کے ہر علاقے کا اپنا ایک ثقافتی مزاج تھا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو عبداللہ بن عامرؓ (53) کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ آپؓ نے اُن کو لکھا کہ ہندوستان میں کسی ایسے شخص کو بھیجو جو یہاں کے حالات سے واقف ہو اور وہاں کی خیر خبر لائے۔ عبداللہ بن عامرؓ نے اس کام کے لئے حکیم بن جبلہ العدوی کو چُنا۔ جب وہ ہندوستان

سے واپس آئے تو اُنہوں نے دربار خلافت میں ایک خط روانہ کر دیا اور حالات کچھ اس طرح بیان کئے کہ حضرت عثمانؓ نے لشکر کو اُس طرف بھیجنا مناسب خیال نہ کیا۔[54] جب محمد بن قاسم نے سندھ کے راستے حملہ کیا اور وادی کو فتح کیا تو ہندؤوں کی شکست کے اسباب میں دوسرے مسائل کے ساتھ اخلاقی اور بے دینی کے وجوہات بھی تھے۔

دراصل زوال اور شکست کے اسباب کا مسئلہ ایسا ہے جس میں عموماً مشکل ہوتا ہے کہ قطعی اور بالکل صحیح فیصلہ کر سکیں۔ اقوام عالم میں صرف مسلمان ہی وہ قوم ہے جو سب سے زیادہ شاندار تاریخ رکھتی ہے اور سب سے بڑھ کر اپنے بزرگوں کے کارناموں کی نسبت ایسا یقینی علم حاصل کر سکتی ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے کیونکہ نہ مسلمانوں کو کسی شاہناموں کی ضرورت ہے اور نہ افسانوں کی۔ اسلام سے بیشتر دنیا میں فن تاریخ نویسی کا نام ہی نہیں تھا۔ مسلمانوں نے علم حدیث کی ترتیب و تدوین سے اس کا آغاز کیا جو دنیا والوں کے لئے بالکل ایک نئی چیز ثابت ہوئی۔

مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب پر اے۔ ایچ حسنی لکھتے ہیں:

"مغلیہ حکومت کے زوال کے اسباب میں درجہ ذیل امور ہو سکتے ہیں (۱) جانشین کی کمزوری اور نا اہلی (۲) تخت نشینی کا مسئلہ (۳) مغل امراء کا باہمی کشمکش (۴) فوج کی کمزوری اور خامیاں (۵) انتظامی بے ضابطگیاں (۶) مسلسل جنگ اور اقتصادی بدحالی (۷) ہندؤوں کی بیداری"۔[55]

بلبن کہا کرتا تھا کہ "اگر کوئی بادشاہ بارعب نہیں ہوتا تو اس کی رعایا سرکشی اور بغاوت کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔[56]

خلاصہ: سپین اور برصغیر پاک وہند پر مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں وہ کارنامے انجام دیئے جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ لیکن ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ بعض مسلمان بادشاہوں سے وہ غلطیاں سرزد ہوئیں جس کی وجہ سے ان سلطنتوں کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ اس تاریخی مقالہ کے لکھنے کا مطلب اور مقصود یہ ہے کہ آج بھی مسلم اقوام اگر ماضی سے سبق سیکھ لیں اور اپنے آباءواجداد کی ان لحظوں والے اغلاط کو نہ دہرائیں جن کی وجہ سے صدیوں نے سزا پائی تو یقیناً وہ دور بعید نہیں کہ اس دنیا پر ایک بار خلافت راشدہ والا دور آسکتا ہے اور دنیا پھر سے مسلمانوں کے قدموں میں ہوگی۔ انشاء اللہ

حوالہ جات

1: اصفہانی، امام راغب ا، مفردات القران، اہل حدیث اکادمی لاہور۔ تاریخ طباعت جنوری ۱۹۷۱ء جلد اول۔ ص، ۳۱۲۔

2: سورہ الشوریٰ: ۳۸۔

3: ابو جعفر الطبری ، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)۔مطبعۃ الاستقامۃ با القاھرۃ، شارع نو بار باشا۱۴۔۱۳۵۸ھ۔۱۹۳۹م۔ج،۵ ،ص، ۱۵۲۔

4: سورۃ البقرہ: ۳۰۔

5: سورہ فاطر: ۳۹۔

6: ابو عبداللہ بخاریؒ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ذوالحجہ ۱۴۱۹ مارس، ۱۹۹۹ کتاب الحکام۔ باب ۷۔مَا یُکرَہ مِن الحرصِ عَلَی الامَارۃ۔

7: خلافت اندلس، نواب ذوالقدر جنگ بہادر، ص، ۱۴۲، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۶ء۔

8: محمد قاسم فرشتہ ترجمہ عبدالحی خواجہ، تاریخ فرشتہ۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لمٹڈ پبلشرز لاھور، کراچی، حیدرآباد۔ اشاعت نومبر ۱۹۶۲، جلد اول، ص، ۸۷۔ اے ایچ حسنی، تاریخ سلطنت مغلیہ۔ حق برادرز انارکلی لاہور۔ ص، ۲۲۱۔

9: سورۃ البقرہ: ۸۴۔

10: سورۃ العنکبوت: ۳۶۔

11: سورۃ النساء: ۵۸۔

12: سورۃ ص: ۲۰۔

13: عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ بن حبیب بن عبدالشمس القرشی، ابوسعید، ایک عظیم صحابی تھے۔ آپؓ فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے اور جنگ موتہ میں شریک ہوئے تھے۔ الزرکلی، خیر الدین ، االاعلام، الجز الربع، الطبعۃ الثانیہ، دارالعلم للملایین، بیروت ،لبنان، ۱۹۸۰، ص، ۷۹۔

14: صحیح بخاری، کتاب الاحکام ۹۴۔ باب، ۶۔من سال الامارۃ وکل الیھا۔ حدیث، ۷۱۴۷۔

15: عبد اللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب، الامام الکبیر، صاحب رسول اللہ ﷺ التمیمی، الفقیہ المقری۔ شمس الدین الذھبی، محمد بن احمد بن بن عثمان (۷۴۸ھ ۱۳۷۴م) سیر اعلام النبلاً، موسسۃ الرسالہ، بیروت، الطبعۃ الثالثہ، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵م، جلد، ۲، ص، ۳۸۰۔

16: صحیح بخاری۔ کتاب الحکام ۹۴۔ باب ۷۔ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ۔ حدیث، ۷۱۴۹۔

17: ترجمہ محمد داود راز، صحیح بخاریؒ۔ جلد ۸۔ کتاب الاحکام ۹۴۔ باب ۷۔ حدیث، ۷۱۴۹۔ ص، ۔۳۷۹

18: مزید مطالعہ کیلئے۔ :ابوالکلام آزاد، مسئلہ خلافت۔ دار الشعور یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ اشاعت جون ، ۱۹۹۹ء۔

19: خلافت اندلس، ص، ۵۴ تا ۲۳۲ ۔

20: تاریخ فرشتہ جلد اول، ص، ۹۸ تا ۴۰۵۔

21: سورۃ حجرات: ۱۳۔

22: مفردات القران جلد اول۔ ص، ۵۴۰۔ باب، ش ع ب۔

23: تاریخ اندلس بنی امیہ، عبد القوی ضیاء، ایجوکیشن بکڈپو اسکول روڈ حیدر آباد پاکستان ۱۹۵۷ء ص، ۱۳۱ تا ۱۲۶۔

24: تاریخ فرشتہ، ص، ۲۶۷ تا ۴۹۵۔

25: سورۃ حجرات: ۱۳۔

26: سورۃ النساء: ۱۔

27: : جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القریشی، ابو عدی، ایک عظیم صحابی تھے۔ الاعلام، الجزالثانی، الطبعۃ الثانیہ، ص، ۱۱۲۔

28: سنن ابی داود، صحیح دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔ ذوالحجہ ۱۴۱۹ مارس ، ۱۹۹۹ کتاب الادب ، ۵۳۷۔ باب فی العصبۃ۔ حدیث، ۱۶۸۲۔

29: تاریخ فرشتہ، ص، ۱۷۱ تا ۴۶۷، سلطنت مغلیہ ص، ۲۲۱۔

30: خلافت اندلس، ص، ۱۴۷ تا ۲۳۲۔

31: سورۃ النساء: ۵۸ ۔

32: سورہ شعراء ۲۶: ۱۵۱، ۱۵۲۔

33: معقل بن یسارؓ بن عبد اللہ المزنی، حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اور بیعت رضوان کے موقع پر موجود تھے۔ نہر معقل آپؓ کے نام سے مشہور ہے۔۔ الاعلام، خیر الدین الزرکلی، الجلد سابع، ص، ۲۷۱۔

34: صحیح بخاری۔ کتاب الحکام باب، ۸۹۔ من استرعى رعية فَلَمْ ينصح۔ حدیث، ۷۱۵۰۔

35: عبد اللہ بن عمرؓ بن خطاب العدوی، ابو عبد الرحمٰن، (۱۰ھ تا ۷۳ھ) صحابی، فتح مکہ کے دن آپ بھی وہاں پر موجود تھے۔ الاعلام، خیر الدین الزرکلی، الجز الربع، الطبعۃ الثانیہ، ص، ۲۴۷۔

36: صحیح بخاری۔ کتاب الحکام۔ باب، ۱۱۸۵۔ الاستخلاف۔ حدیث، ۲۰۸۲۔

37: مفردات القرآن جلد اول۔ کتاب التاء۔ ت رف۔ ص، ۱۴۴۔

38: تاریخ فرشتہ، ص، ۲۵۷، سلطنت مغلیہ، ص، ۲۶۲۔

39: تاریخ اندلس بنی امیہ، عبد القوی ضیاء، ص، ۶۴۴ ۔

40: سورۃ بنی اسرائیل: ۱۶ ۔

41: صحیح بخاری۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۹۷۔ باب، ۱۴۔، حدیث، ۷۳۱۹۔

42: مزید تفصیل، بخاری شریف، باب، ھجرت النبیؐ واصحابہ الی المدینہ۔ طبقات ابن سعد۔ ج، ۳۔ ص، ۱۳۶۔

43: صحیح بخاری۔ فضائل اصحابہؓ النبیؐ۔ باب، ۶۔ مناقب عمرؓ، حدیث، ۳۶۸۰۔

44: ایضاً۔ باب، ۷۔ مناقب عثمانؓ۔

45: مفردات القرآن جلد اول۔ کتاب الدّال۔ د، و، ل۔ ص، ۳۵۳۔

46: سورۃ حشر: ۷۔

47: سورۃ توبہ: ۳۴۔

48: ابو عیسیٰ ترمذی، سنن ترمذی۔ حدیث، ۴۰۔

49: تاریخ اندلس، ص، ۹۳۰، ریاست علی، تاریخ اُندلس حصہ اول، مدرسہ شمس الہدا آئینہ، اعظم گڑھ ۱۹۵۰ء ص، ۳۱۹۔ خلافت اندلس، ص، ۲۵۹۔

50: تاریخ فرشتہ، ص، ۲۴۷۔ مغلیہ سلطنت، ص، ۸۵ تا ۳۹۲۔

51: ڈاکٹر محمد ہاشم قریشی، انسان اور اُس کا ماحول۔ فاونڈیشن فار ایجوکیشن ڈولپ مینٹ، ۱۶۲۔ جوگا بائی ایکسٹینشن جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵۔ سن اشاعت۔ ۱۹۹۳ء۔ ص، ۸۔

52: تاریخ اندلس، عبد القوی ضیاء، دورِ بنی اُمیہ ۷۱۱ء مطابق ۹۲ھ تا ۱۲۲۵ء مطابق ۶۲۰ھ الائیڈ بک کارپوریشن ۳۷ لبرٹی مارکیٹ حیدر آباد سندھ پاکستان جون ۱۹۵۷ء۔ ص، ۲۹۔

53: عبد اللہ بن عامر بن کریز بن ربعۃ الاموی (۴ھ تا ۵۹ھ)، ابو عبد الرحمن، آپ عثمانؓ کے دور میں بصرہ کے حاکم تھے۔ الاعلام، خیر الدین الزرکلی، الجزالربع، الطبعۃ الثانیہ، ص، ۲۲۸۔

54: احمد بن یحیی بن جابر البغدادی، فتوح البلدان۔ (بالقاھرہ المغربۃ۔ الاولی) طبع مطبعۃ الموسوعات، شارع باب الخلق عصر۔ سن ۱۳۱۹ھ۔ (المکتبہ الحجازیۃ لاھور) باب فتوح سند۔ ص، ۴۳۸۔

55: مغلیہ سلطنت اے ایچ حسنی، ص، ۳۹۲۔

56: تاریخ فرشتہ، ص، ۲۸۳۔